جہاد کی حقیقت

جب جہاد کے معنی محنت سعی بلیغ اور جدوجہد کے ہیں تو ہر نیک نام اس کے تحت میں داخل ہوسکتا ہے۔علماء دل کی اصطلاح میں جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔اور اسی کا نام ان کے ہاں جہادِ اکبر ہے۔ خطیب نے تاریخ مُس حضرت جابرؓصحابی سے روایت کی ہے کہ آپ نے ان صحابہ سے جو ابھی ابھی جنگ سے واپس آئے تھے فرمایا " تمہارا آنا مبارک تم چھوٹے جہاد(غزوہ) سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو۔۔کہ بڑا جہاد بندہ کا اپنے ہوائے نفس سے لڑنا ہے۔حدیث کی دوسری کتابوں میں اس قسم کی اور بعض روایتیں بھی ہیں۔

چنانچہ ابن نجا ر ے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین جہاد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور انی خواہش سے جہاد کرے۔-"یہی روایت میں ان الفاظ میں ہے کہ بہترین جہاد یہ ہے کہ تم خدا کے لئے اپنے نفس اور اپنی خواہش جہاد کرو۔تینوں روایتیں گو فن کے لحاظ سے چنداں مستند نہیں ہیں مگر وہ درحقیقت بعض صحیح حدیثوں کی تائید اور قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر ہیں۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین

اور جنہوں نے ہمارے بارہ میں جہاد کیا (یعنی محنت اور تکلیف اٹھائی) ہم ان کو اپنا راستہ آپ دکھائیں گے اور بے شک خدا نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

اس پورے سورہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حق کیلیئے ہر مصیبت وتکلیف میں ثابت قدم اور بے خوف رہنے کی تعلیم دی ہے اور اگلے پیغمبروں کے کارناموں کا ذکر کیا ہے۔کہ وہ ان مشکلات میں کیسے ثابت قدم رہے اور بالآخر کدا نے ان کو کامیاب اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا۔سورۃ کے آغاز میں ہے :

ومن جاھدنا فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العلمین

اور جو کوئی جہاد کرتا ہے(یعنی محنت اٹھاتا ہے) وہ اپنے ہی نفس کیلیئے جہاد کرتا ہے اللہ تو جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

اور سورہ کے آخر میں فرمایا کہ ہمارے کام میں یا خود ہماری ذات کے حصول میں یا ہماری خوشنودی کی طلب میں جو جہاد کرے گا اور محنت اٹھائے گا ہم اس کیلئے اپنے تک پہنچنے کا راستہ آپ صاف کردیں گے۔اور اس کو اپنی راہ آپ دکھائیں گے۔یہی مجاہدہ ، کامیابی کازینہ اور روحانی ترقیوں کا وسیلہ ہے۔سورۃ حج میں ارشاد ہوا۔

وجاھدو افی اللہ حق جہادہ ھو اجتبٰکم وماجعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم

اور محنت کرو اللہ میں پوری محنت، اس نے تم کو چنا ہے۔اور تمہارے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔

یہ اللہ میں محنت اور جہاد کرنا ، وہی جہاد اکبر ہے جس پر ملت ابراہیمی کی بنا ہے۔یعنی حق کی راہ میں عیش وآرام اہل وعیال، اور جان ومال ہر چیز کو قربان کردینا۔ترمذی، طبرانی، حاکم اور صحیح ابن حبان میں ہے۔کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ " المجاھد من جاھد نفسہ" یعنی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔ صحیح مسلم میں ہے ایک دفعہ آپؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم پہلوان کس کو کہتے ہو۔عرض کیا جس کو لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔فرمایا نہیں پہلوا ن وہ ہے جو غصہ میں اپے نفس کو قابو میں رکھے۔یعنی جو اس پہوال کو پچھاڑ سکے اور اس حریف کو زیر کر سکے۔ جس کا اکھاڑہ• خود اس کے سینہ میں ہے۔

جہاد کی ایک اور قسم جہاد بالعلم ہے۔دیا کا تمام شروفساد جہالت کا نتیجہ ہے۔اس کا دور کرنا ہر حق طلب کیلئے ضروری ہے۔ایک انسان کے پاس اگر عقل ومعرفت اور علم ودانش کی روشنی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس سے دوسرے تاریک دلوں کو فائدہ پہنچائے۔تلوار کی دلیل سے قلب میں وہ طمانیت پیدا نہیں ہوسکتی جو دلیل وبرہان کی قوت سے لوگوں کے سینوں میں پیدا ہوتی ہے۔اسی لئے ارشاد ہوا کہ

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

تو لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف آنے کا بلاوا حکمت و دانائی کی باتوں کے ذریعہ سے اچھی طرح سمجھا کردے۔اور مناظرہ کرنا ہو تو وہ بھی اچھے اسلوب سے کر۔

دین کی یہ تبلیغ ودعوت بھی جو سراسر علمی طریق سے ہے جہاد کی ایک قسم ہے۔اور اسی طریقۂ دعوت کا نام جہاد بالقرآن ہے، کہ قرآن خود اپنی دلیل ، اپنی آپ موعظت اور اپنے لئے آپ مناظرہ ہے۔قرآن کے ایک عالم کو قرآن کی سچائی اور صداقت کیلئے قرآن سے باہر کی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔محمد ﷺ کو روحانی جہاد یعنی روحانی بیماریوں کی فوجوں کو شکست دینے کیلئے اسی قرآن کی تلوار ہاتھ میں دی گئی اور اسی سے کفار ومنافقین کے شکوک وشبہات کے پرو کو ہزیمت دینے کا حکم دیا گیا، ارشاد ہوا :

فلا تطع الکافرین وجاھد ھم بہ جہادا کبیرا

تو کافروں کا کہا نہ مان۔اور بذریعہ قرآن کے تو ان سے جہاد کر۔بڑا جہاد

بذریعہ قرآن کے جہاد کر یعنی قرآ کے ذریعہ سے تو ان کا مقابلہ کر۔اس قرآنی جہاد ومقابلہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کبیر بڑا جہاد اور بڑے زور کا مقابلہ فرمایا ہے۔اس سے اندازہ ہوگا کہ اس جہاد بالعلم کی اہمیت قرآن کی نظر میں کتنی ہے۔علماء نے بھی اس اہمیت کو محسوس کیا ہے۔ا ور اس کو جہاد مہتم بالشان درجہ قرار دیا ہے۔امام ابو بکر رازی حنفی ے احکام القرآن میں اس پر لطیف بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ جہاد بالعلم کا درجہ جہاد بالنفس اور جہاد بالمال دونوں سے بڑھ کر ہے۔ایک مسلمانوں کا فرض ہے کہ حق کی حمایت اور دین کی نصرت کیلئے عقل، فہم، علم اور بصیرت حاصل کرے۔ا ور ان کو اس راہ میں صرف کرے۔اور وہ تمام علوم جو اس راہ میں کام آسکتے ہوں۔ان کو اس لئے حاصل کرے کہ ان سے حق کی اشاعت اور دین کی مدافعت کا فریضہ انجام دے گا۔یہ علہم کا جہاد ہے۔جو اہل علم پر فرض ہے۔

اسی طرح جہاد کی اقسام بیان کرتے ہوئے مولانا جہاد کی ایک اور قسم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو مال ودولت عطاء کی ہے اس کا منشاء بھی یہ ہے کہ اس کو خدا کی مرضٰ کے راستوں میں خرچ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو اپنے اور انے اہل وعیال کے آرام وآسائش کیلئے بھی خرچ کیا جائے تو اسی کی رضا کیلئے۔دنیا کا ہر کام روپیہ کا محتاج ہے۔چنانچہ حق کی حمایت اور نصرت کے کام بھی اکثر روپے پر موقوف ہیں۔اس لئے اس جہاد بالمال کی اہمیت بھی کم نہیں۔

اسی قسم کو بیان رکتے ہوئے سید سلیمان ندوی اپنی کتاب سیرۃ النبی میں تائید کے طور پر یہ قرآن کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں :

ان الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ

بے شک وہ جو ایمان لائیا ور ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے جہاد کیا۔

قرآن پاک میں مالی جہاد کی تنبیہہ وتاکید کے متعلق بکثرت آیتیں ہیں۔بلکہ بمشکل کہیں جہاد کا حکم ہو گا۔جہاں اس جہاد بالمال کا ذکر نہ ہو اور قابل ملاحظہ یہ امر ہے کہ ان میں سے ہر ایک موقع پر جان کے جہاد پر مال کے جہاد کو تقدم بخشا گیا ہے۔جیسے

انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالھکم وانفسکم فی سبیل اللہ۔ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون

ہلکے یا بھاری ہو کر جسطرح ہونکلو اور اپنے مال اور اپنی جان سے کدا کے راستے میں جہاد کرو۔یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کو معلوم ہو۔

بہتر جہاد۔پس قرآن کریم اور احادیث شریف پر غور کرنے سے جہاد کی تین اقسام سامنے آتی ہیں۔اور اس میں سب سے بہتر جہاد وہی جہاد ہے جسے خود رسول کریم ﷺ نے جہادِ اکبر کے نام سے موسوم کیا ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سب سے بہتر جہاد یہی ہے کہ اپنے نفسوں کی اصلاح کی جائے۔ جب اپنے نفس پاک ہو جائیں ۔جب خود اپنی ہوائے نفس کے خلاف یعنی اپنی خواہشات پر فتح پالی جائے تو پھر ہم دوسروں کو بھی صحیح راستے پر لاسکتے ہیں۔پس سب سے بہتر جہاد یہی ہے۔

حضور ﷺ نے بعض حالات وواقعات کے تحت بعض دوسرے کاموں کو بھی افضل الجہاد کے نام سے موسوم کیا ہے۔مثال کے طور پر ایک حدیث میں آتا ہے کہ

ان من اعظم الجھاد کلمۃ حق عند سلطان جابر

ظالم بادشاہ کے پاس کلمۂ حق کہنا سب سے افضل جہاد ہے۔

اسی طرح والدین کی خدمت کو بھی آپ ﷺ نے جہاد اکبر قرار دیا ہے اور قرآن کے نزدیک سچی بات کی تبلیغ کرنا جہاد کبیر ہے۔اسی طرح خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے جانے کو بھی جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

قرآن کریم جہاد اکبر کیلئے اسی نظریہ کی تائید کرتا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح ہی جہاد اکبر ہے۔چنانچہ بے شمار مواقع پر قرآن میں امنوا وعملوا الصالحات کی تاکید کی ہے۔جس سے اس نظریہ کی تائید حاصل ہوتی ہے یعنی ایمانلانے کے بعد سب سے بہتر یہی ہے کہ اس کا ہر کام موقع و محل کی مناسبت سے ہو۔

پس بمطابق اسلام سب سے افضل جہاد اپنی اصلاح وتربیت کرنا۔اور جہاد کبیر دلائل وبراہین کی ساتھ دین اسلام کو مضبوط کرکے دوسرے مذاہب کا بطلان ثابت کرنا ہے۔

اسی طرح علامہ سید سلیمان ندوی بیان فرماتے ہیں۔

مگر حق کی راہ میں دائمی جہاد وہ جہاد ہے جو ہر مسلمان کو ہر وقت پیش آسکتا ہے۔اس لئے محمد (ﷺ) کے ہر امتی پر فرض ہے کہ دین کی حمایت ، علم دین کی اشاعت ، حق کی نصرت، غریبوں کی مدد، زبردستوں کی امداد، سیہ کاروں کی ہدایت، اور امر بالمعروف نہی عن المنکر، اقامت عدل، رد ظلم اور احکام الٰہی کی تعمیل میں ہمہ تن اور ہر وقت لگا رہے۔یہاں تک کہ اس کی زندگی کی ہر جنبش وسکون ایک جہاد بن جائے اور اس کی پوری زندگی جہاد کا ایک غیر منقطع سلسلہ نظر آئے۔سورہ ال عمران جس میں جہاد کے مسلسل احکام ہیں کی آخری آیت ہے :

یاایھا الذین امنوا اصبر و ا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

اے ایمان والو مشکلات میں ثابت قدم رہو اور مقابلہ میں مضبوطی دکھاؤ اور کام میں لگے رہو۔

یہی وہ جہاد محمدی ہے جو مسلمانوں کی کامیابی کی کنجی اور فتح وفیروزی کا نشان ہے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے ایک مضمون حقیقت جہاد جو کہ رسالہ الفرقان میں شائع ہوا تھا میں جہاد کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

اسلامی اصطلاح میں جہاد کے معنوں میں بحث کرتے ہوئے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق جہاد تین چیزوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔پس یہ تین قسم کا جہاد ہوا۔اول وہ جہاد جو نفس کے خلاف کیا جائیا ور اسے اسلامی اصطلاح میں جہاد اکبر کہتے ہیں۔دوم وہ جہاد جو شیطان اور شیطانی تعلیموں کے خلاف کیا جائیا ور اس کا نام جہاد کبیر ہے۔سوم وہ جہاد جو دشمنِ آزادی مذہب کے خلاف کیا جائے اور یہ جہاد اصغر کے ام سے موسوم ہے۔

جہاد اکبر : مجاہدہ ٔنفس کو خود آنحضرت ﷺ نے جہاد اکبر کہا ہے۔حدیث میں آتا ہے عن النبی ﷺ انہ رجع من بعض غزواتہ فقال رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر (کشاف) یعنی نبی کریم ﷺ ایک جنگ(غزوہ تبوک) سے واپس لوٹ رہے تھے۔تو آپؐ نے فرمایا ہم جہاد اصغر یعنی جنگ سے واپس آرہے ہیں۔ا ور جہاد اکبر یعنی مجاہدۂ نفس کی طرف جارہے ہیں۔

مجاہدہ ٔنفس تینوں قسم کے جہادوں میں سے سب سے بڑا اور سب سے افضل ہے۔اور اسلام نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ جہاد کی ابتداء اپنے نفس سے کرو۔اور جب اس میں ایک حد تک کامیاب ہو جاؤ پھر اشاعتِ اسلام یا جہادِ کبیر کی طرف متوجہ ہو۔چنانچہ فرمایا یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔اے مومنو! (جمنیں یہ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرنے والا خدا تعالیٰ کے قرب کو پالیتا ہے) سب سے قبل انے نفسوں کی فکر کرو اور مجاہدۂ نفس اور تزکیۂ نفس میں لگے رہو۔دوسروں کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتی۔اگر تم کود راہِ راست پر گامزن ہو۔پس اپنے نفسوں کی اصلاح میں لگے رہو۔اور انہیں خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں پر چلاؤ۔تااگر اس کا فضل تمہارے شامل، حال رہے تو تم نجات پاسکو۔لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور اصلاحِ نفس کی طرف توجہ کم کی اور اشاعتِ اسلام میں لگے رہے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ اول تو دوسروں پر تمہاری تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہو گا اور اگر ہو بھی تو وہ تو ہدایت پاجائیں گے مگر خود تم ہلاک ہوجاؤ گے۔پس تمہارا اولین فرض اصلاحِ نفس ہے۔یہ فرض ادا کرنے کے بعد دوسرے فرائض کی طر ف متوجہ ہونا۔

شیخ اسماعیل حقی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

فلا تستغلوا قبل تزکیتھم بتزکیۃ نفوس الخلق(تفسیر روح البیان) چاہئے کہ تم اپنے نفوس کی اصلاح اور تزکیہ سے پہلے خلق خدا کے نفوس کی اصلاح میں نہ لگ جاؤ۔اور تفسیر کشاف میں ہے : کان المومنون تذھب انفسھم حسرۃ علی

اھل العنو والعناد من الکفرۃ یتمنون دخولھم فی الاسلام فقیل لھم علیکم انفسکم وما کلفتم من اصلاحھا والمشی بھا فی طرق الھدیٰ مومنین اس غم میں گھل رہے تھے کہ اسلام کے جانی دشمن کیوں اسلام قبول نہیں کرتے۔اور اپنی دشمنی پر کیوں اڑے ہوئے ہیں۔پس انہیں کہا گیا کہ اشاعتِ اسلام سے قبل تمہین اپنے نفسوں کی اصلاح کی فکر چاہئے۔